# پہلا بیان

# عظمت و اہمیتِ ختمِ نبوّت

مؤرخہ ۳۱/اگست ۱۹۸۵ء

بروز ہفتہ

بعد نمازِ عصر

بمقام:

مسجد، باٹلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾ (الأحزاب:۴۰)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ اٰدَمُ وَاٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (کنز العمّال، ج:۱۱، ص:۴۸۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ، وَصَلِّ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

## ختمِ نبوّت کے دلائل: قرآنِ کریم وحدیثِ رسول وآثارِ صحابہؓ میں

میرے بھائیو اور دوستو! ابھی کچھ دیر پہلے میرے اور آپ حضرات کے مخدوم حضرت مولانا محمد ایوب صاحب (دامت برکاتہم) ختمِ نبوّت کی اہمیت پر بیان کر رہے تھے، میں انہی کی بات کو آگے چلانا چاہتا ہوں۔ آپ حضرات ختمِ نبوّت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس کو سمجھانے کے لئے اللہ ربّ العزت نے ایک سو آیاتِ کریمہ قرآنِ مجید میں نازل فرمائیں۔ دارالعلوم کراچی کے مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ (جو مولانا

انور شاہ صاحبؒ کے شاگردوں میں سے ہیں) نے ایک کتاب لکھی ہے، اس کے تین حصے ہیں: ۱۔ختمِ نبوّت فی القرآن، ۲۔ختمِ نبوّت فی الحدیث، ۳۔ختمِ نبوّت فی الآثار۔ کتاب میں مولانا نے ایک سو کے قریب قرآنِ مجید کی آیاتِ کریمہ جمع کر دی ہیں، جو سب کی سب ختمِ نبوّت کے متعلق ہیں۔ دو سو دس احادیث انہوں نے نقل کی ہیں، جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت ثابت ہوتی ہے، اور انہوں نے کافی تعداد میں آثارِ صحابہؓ اور ان کے اقوال نقل کئے ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے مسئلے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

## ختمِ نبوّت دِین کا اہم و بنیادی مسئلہ ہے

میرے قابلِ احترام دوستو! ختمِ نبوّت کا مسئلہ دِین کا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے، اس سے کبھی بھی اُمت نے چشم پوشی نہیں کی، خود صدیقِ اکبرؓ کے زمانے میں ختمِ نبوّت کا مسئلہ پیش آیا، اور آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں مسیلمہ کذّاب اور اَسود عنسی نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا۔

## اَسودِ عنسی کا قتل

اَسودِ عنسی کو قتل کرنے (ٹھکانے لگانے) کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو روانہ فرمایا۔ اللہ کی شان! حضرت فیروزؓ نے جاکر اَسودِ عنسی کو قتل کر دیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں تھے، اِدھر حضرت فیروزؓ کی واپسی سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال کر جانا، اللہ کے اَمر میں طے تھا، لہٰذا اس کے قتل ہوتے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت اللہ جل مجدہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع فرمائی کہ فیروزؓ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے ہیں، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل مطمئن ہوجائے۔ چنانچہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اِطلاع دی کہ جس مقصد کے پیشِ نظر فیروزؓ

کو بھیجا گیا تھا اس میں وہ کامیاب ہوگیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں نبوّت کا دعویٰ کرنے والا اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ گیا۔ حضرت فیروزؓ کے تشریف لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا تھا۔

## مسیلمہ کذّاب کے دو قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

مسیلمہ کذّاب کی طرف سے دو قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسیلمہ کا رقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رقعہ پڑھا، اور قاصدوں سے پوچھا ''تم بھی مسیلمہ کو مانتے ہو؟'' تو انہوں کہا: ''جی مانتے ہیں!'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بین الاقوامی طور پر سفیر کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کرا دیتا! اللہ کی شان! ان میں سے ایک تو مسیلمہ کے ساتھ جو جنگ صدّیقِ اکبرؓ کے زمانے میں ہوئی اس میں مارا گیا، اور دُوسرا فاروقِ اعظمؓ کے زمانے میں کسی کام کی وجہ سے حاضرِ خدمت ہوا تو حضرت فاروقؓ نے ارشاد فرمایا: تُو اَب سفیر بن کے نہیں آیا ہے! لہٰذا اس کو حضرتؓ نے ٹھکانے لگوا دیا۔

## اَبدال، غازی، رازی، مجاہد، غوث اور قطب جتنے بھی ہیں ساری کائنات میں وہ سب مل کر بھی صحابہ کرامؓ کے برابر نہیں ہوسکتے ہیں

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ دِین کا قیمتی سرمایہ ہیں، یہ ایک بالکل صاف و بیّن حقیقت اور دِین کا سیدھا سادہ مسئلہ ہے، ہم میں سے ساری کائنات کے انسان، ابدال، غازی، رازی، مجاہد، غوث، قطب، ولی اور جتنے بھی ہیں، جمع ہوجائیں تو سب مل کر بھی ایک صحابیٔ رسول کے برابر نہیں ہوسکتے، صحابہؓ اتنے قیمتی ہیں! یہی صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ نبوّت کی زندگی میں دِین کی خاطر اور تبلیغ کی خاطر شہید ہوئے جن کی تعداد ۲۶۹ ہے، انہوں نے اپنا سب کچھ دِین کی خاطر قربان کیا۔

## عظمتِ ختمِ نبوّت کے لئے بارہ سو صحابہؓ وتابعینؒ شہید ہوئے ہیں

میرے محترم دوستو اور بزرگو! ختمِ نبوّت کی عظمت پر میرے ماں باپ قربان! جسم وجان قربان! اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذّاب کے ساتھ جو سب سے پہلی جنگ لڑی گئی وہ ختمِ نبوّت کے لئے لڑی گئی، اس میں بارہ سو کے قریب صحابہؓ وتابعینؒ شہید ہوئے، جن میں سات سو سے زائد حافظِ قرآن اور قاری تھے، اس میں بدری صحابہؓ بھی شریک تھے۔

## نبی کے بدلنے سے اُمّت بدل جاتی ہے

اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ پورے دِین کی خاطر جتنی قربانی صحابہؓ نے دی اس سے زیادہ قربانی مسئلہ ختمِ نبوّت کے لئے صحابہؓ نے دی۔ یہ دِین کا ایک بنیادی اور اہم مسئلہ ہے، اس لئے کہ نبی کے بدلنے سے اُمّت بدل جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں، ان کے بعد عیسیٰ علیہ السلام آئے تو جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو مان لیا وہ یہودی نہ رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو جن عیسائیوں نے اسلام قبول کرلیا یا اہلِ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو وہ ’’مسلمان‘‘ کہلائے، حالانکہ وہ عیسیٰ اور موسیٰ (علیہما السلام) کا بھی انکار نہیں کرتے، اب مسیحی یا یہودی نہ رہے، اب انہیں ’’مسلمان‘‘ کہا جائے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو تسلیم کرلیا جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا انکار نہ کیا جاوے، پھر بھی وہ آدمی جو اس دُوسرے نبی پر ایمان لائے گا اس کو مسلمان نہ کہا جائے گا، بلکہ کسی اور نام سے پکارا جائے گا، اور وہ مسلمان نہ رہے گا، جو اس کا کلمہ اور دِین ہوگا وہی اس کا دِین ہوگا۔ اس نئے نبی کا اقرار اور اس پر ایمان لانے کے بعد وہ اسی کا ہوجائے گا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کے بدلنے سے اُمّت بدل جاتی ہے، حالانکہ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ تم آخری اُمّت ہو تمہارے بعد کوئی اور اُمّت نہیں۔

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی حکومت نے کسی بھی مدعیٔ نبوت کو قبول نہیں کیا، جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ارتداد اختیار کرے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانے تو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس کو اسلامی حکومت سزائے موت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی، دشمن ہے، اس کو اس دھرتی پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔ کبھی بھی اُمّت اور اِسلامی حکومت نے اس کا وجود برداشت نہیں کیا، اِسلامی حکومت میں مسیحی اور یہودی اور دُوسری اقوام تو رہ سکتی ہیں، کیونکہ مسیحی خود غلط ہیں، لیکن ان کا نبی سچا نبی تھا، اور یہودی خود غلط ہیں لیکن ان کا نبی سچا نبی تھا، تو سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو تو اِسلامی حکومت برداشت کرلیتی ہے، لیکن جھوٹے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو اِسلامی حکومت، اسلامی شریعت برداشت نہیں کرسکتی۔

## مُرتد کی سزا آخر قتل کیوں؟

ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا محمد علی جالندھریؒ، ان سے انگریز نے تقسیمِ ہند سے پہلے ایک سوال کیا تھا کہ اسلام میں جو یہ قانون ہے کہ جو شخص اِرتداد اِختیار کرے اس کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے، یہ تو بڑی تنگ نظری کی بات ہے؟ ایک آدمی جان بوجھ کر، تحقیق کرکے اپنی تفتیشِ علم کے بعد مذہبِ اسلام کو غلط سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اسلام اس کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیتا ہے؟

تو مولانا موصوف نے کہا کہ یہ اسلام کا قانون نہیں، یہ تو بین الاقوامی قانون ہے! امریکا اور رُوس اس قانون کو تسلیم کرتے ہیں اور چین بھی، یہ تو ساری دُنیا کا قانون ہے، جسے اسلام نے اپنایا ہے۔ تو وہ انگریز حیران ہوکر کہتا ہے کہ: یہ بین الاقوامی قانون کس طرح ہے؟ دُنیا کا کوئی قانون اس سے انکار نہیں کرتا، اس انگریز نے کہا کہ میں آپ کے

سامنے کھڑا ہوں اور میں انکار کرتا ہوں کہ میں اس قانون کو نہیں مانتا اور کہتا ہوں کہ یہ قانون غلط ہے۔

## باغی کی سزا موت ہی ہے، یہی ہے بین الاقوامی قانون

مولانا موصوف نے فرمایا: آپ بھی مانتے ہیں، آپ کے والد صاحب بھی مانتے تھے، اور آپ کے دادا بھی اور آپ کی ساری پشتیں بھی مانتی تھیں، اور آنے والی ساری نسلیں بھی مانیں گی۔

وہ انگریز حیران ہوکر کہتا ہے: کس طرح؟ مولانا نے فرمایا: میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک آدمی تحقیق کرکے اور اپنے مطالعے کی وجہ سے اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ وقت کی گورنمنٹ (حکومت) غلط ہے اور وقت کی گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کرتا ہے تو آپ کے نزدیک اس کی سزا کیا ہے؟

تو اس انگریز نے جواب دیا کہ باغی کی سزا تو موت ہے۔ مولانا نے فرمایا: تمہارے نزدیک باغی کی سزا قتل اور موت ہے، ہمارے نزدیک ختمِ نبوّت کے انکار کی سزا موت ہے، کیونکہ ”اِرتداد“ بغاوت ہے اللہ اور رسول سے، اسلام سے اور ساری دُنیا میں بغاوت کی سزا موت ہے!

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت وناموس کے لئے جو کام کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں ان کے ساتھ ہیں

تو بھائی! میں عرض کرتا ہوں کہ کبھی بھی مدعیٔ نبوّت کے وجود کو کسی بھی اسلامی حکومت نے برداشت نہیں کیا۔ وہی مولانا موصوف فرماتے ہیں: میرے پاس دلائل نہیں لیکن میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ: جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عزّت کے تحفظ کے لئے کام کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں ان کی پشت پر ہوتی ہیں،

ان کی نگرانی کرتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا سایہ ان پر ہوتا ہے۔ اس سلسلے کے دو تین واقعات آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

## مرزا عبدالحق کے قتل کا ایک قصہ

پاکستان کے ایک شہر میرپور خاص سندھ میں ایک مرزائی عبدالحق نامی تھا۔ یاد رکھیں! مرزائی سے جب کہا جائے کہ مرزا غلام احمد نے جھوٹ بولا۔ تو فوراً کہتا ہے: نعوذ باللہ! حضور (مرزا قادیانی) نے جھوٹ بولا؟ جب اس سے کہا جاتا ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کی فلاں بات جھوٹ ہے تو فوراً کہتا ہے: کیا حضور (مرزا قادیانی) نے جھوٹ بولا تھا (نعوذ باللہ!) اللہ تعالیٰ اس کے تصوّر سے بھی بچائے۔ مرزائی اتنے بیباک اور بے شرم ہیں کہ مرزا غلام احمد کی صفائی دینے کی بجائے انبیاء علیہم السلام پر الزام لگانا شروع کردیتے ہیں، یہ اتنا بد بخت طبقہ ہے۔

تو حاجی محمد مانکؒ نے اس مرزائی عبدالحق سے کہا: آپ ہمارے ساتھ گفتگو کریں، اس نے کہا: کس بات پر گفتگو کریں؟ ہم نے کہا: مرزا غلام احمد سچا تھا یا جھوٹا؟ تو اس مرزائی نے کہا: اگر اسی بات پر گفتگو کرنی ہے تو پہلے اس بات پر گفتگو ہونی چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے یا جھوٹے؟ نعوذ باللہ!

قادیانی کا یہ کہنا تھا کہ حاجی مانک صاحبؒ نے قادیانی کا کام تمام کردیا، اور خود ہی پولیس چوکی پر حاضر ہوگئے، اور کہا کہ فلاں قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے، میں نے اس کی آنتیں نکال دی ہیں۔ تھانیدار سیّد تھا، اس نے حاجی صاحب کو حوالات میں بند کردیا۔ تھانیدار کی بیوی سیّدزادی تھی، رات کو اس کے پاس خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، اور کہتے ہیں: بیٹی! آج تمہارے تھانے میں میرا مہمان آیا ہوا ہے، اس کا خیال رکھنا! بیوی نے شوہر کو اُٹھایا، اور کہا: آج تھانے میں کون آیا ہے؟ تو شوہر نے کہا: فلاں حاجی صاحب! تو بیوی نے کہا: آپ کے تھانے میں بے شمار مجرم

آئے ہوں گے، کسی نہ کسی بڑے آدمی نے اس کی سفارش کی ہوگی، مگر اس حاجی صاحب کی سفارش کرنے کے لئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

## ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے جس نے بھی کام کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو عزتوں سے نوازا

مقدمہ عدالت میں پہنچا، حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ، مولانا یوسف بنوری صاحبؒ، مولانا عبداللہ درخواستی صاحبؒ، مولانا عبدالحق صاحبؒ، مولانا محمد علی صاحبؒ جید علمائے کرام عدالت میں گئے۔ اس وقت ہمارا جو وکیل تھا آج وہ سندھ کا وزیر اعلیٰ ہے۔ غوث علی شاہ! اس نے ختمِ نبوت کے مسئلے کی خدمت کی، اللہ نے اس کو عزت دی۔ میں نے مولانا اسلم قریشی کا واقعہ بیان کیا تھا، راجہ ظفر الحق نے اس کا مقدمہ لڑا تھا، بعد میں وزیر اطلاعات بنا، اور آج وہ مصر میں سفیر ہے۔ جن لوگوں نے ختمِ نبوت کے سلسلے میں کوئی خدمت انجام دی، اللہ نے اس کو نواز دیا ہے۔

اس وقت کشمیر اسمبلی کے اسپیکر راجہ ایوب صاحب تھے، وہ حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدِ خضرا کے پاس ان کے دِل میں خیال آیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہوں، اور میرے ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن دندناتے پھر رہے ہیں، میں کس منہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گا؟ خیر! خوب روئے دھوئے، دُعائیں کیں کہ یا اللہ! اگر میں واپس جاؤں تو مجھے مرزائیت کے خلاف کام کرنے کی توفیق عطا فرما! یہ جب حج سے واپس آیا تو سب سے پہلے کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی اور بحمد اللہ! وہ منظور ہوگئی۔

## جس نے بھی ختمِ نبوت کی مخالفت کی وہ ذلیل ہوا

میرے عزیز بھائیو! میری درخواست سنیں! جن لوگوں نے ختمِ نبوت کی مخالفت کی تھی ان کا انجام کیا ہوا؟ گورنر غلام محمد نے مخالفت کی تھی، مسلمان ہوکر، مسلمان مُلک میں

کے قبرستان میں دفن ہوا، اس کی قبر پر آج کل کتے پاخانہ پیشاب کرتے رہتے ہیں۔ اس نے ختمِ نبوّت کی تحریک پر گولی چلائی اور خوب مخالفت کی تھی۔ دُوسرا تھا سکندر مرزا! آپ حضرات کے لندن کے کسی ہوٹل میں ملازم رہا، اس کی بیوی ایرانی تھی، مرا تو ایران جاکر دفن ہوا۔ جب خمینی کا انقلاب آیا تو اس کی لاش اور مٹی کو اُکھاڑ کر سمندر میں پھینکوادیا۔ جن لوگوں نے مخالفت کی، اللہ کی زمین نے بھی اس کو برداشت نہیں کیا۔

میرے عزیز بھائیو! میں حاجی مانک کا واقعہ سُنا رہا تھا۔ مقدمے کے تعاقب کے لئے مولانا محمد علی صاحبؒ عدالت پہنچے، اس غوث علی شاہ نے کہا: مولانا! موقع کا گواہ کوئی نہیں! میری عرض ہے کہ آپ حاجی صاحب کو کہہ دیجئے کہ تھوڑا سا بیان بدل دیں تو آسانی کے ساتھ بَری ہوسکتے ہیں! مولانا نے فرمایا: آپ کہتے ہیں: بیان بدل دیں؟ میرا دِل یہ چاہتا ہے کہ حاجی صاحب کھڑے ہوکر عدالت میں بیان دیں کہ اس قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے سامنے توہین کی، میں نے اس کو قتل کیا، پھانسی لگ جائے سو لگ جانے دو! عدالت کے ریکارڈ میں یہ بات آنی چاہئے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر اپنے نبی کے منصب پر کسی اور کو برداشت نہیں کرسکتا۔

تو وکیل صاحب نے کہا: میں حاجی صاحب سے بات کرلیتا ہوں، تو غوث علی شاہ نے گفتگو کی، وکیل صاحب نے کہا: حاجی صاحب! آپ کی جان بہت قیمتی ہے، حاجی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے، اور کہا: جان سے زیادہ اِیمان قیمتی ہے!

حاجی مانک صاحبؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے: وکیل صاحب کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی، میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے سات حج کئے، بے شمار عمرے کئے، ہر دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدِ خضرا پر صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوا، میں مسجدِ نبوی میں اِعتکاف بھی بیٹھا، بہت سارے علماء کے پاس گیا کہ کوئی وظیفہ بتادیں جس سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خواب میں زیارت ہو جائے، اتنا سارا کرنے کے باوجود مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نہیں ہوئی۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا جس دِن سے میں نے اس قادیانی کو تمام کیا ہے، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کو ٹھکانے لگایا ہے، میری کوئی رات خالی نہیں جاتی! یعنی ہر رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔

اب آپ اس واقعے سے اندازہ لگایئے کہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کتنی اہمیت اور قدر و قیمت ہے! یہ بات ممکن ہے کہ علمائے کرام دلیل کے طور پر روایت بیان کرنے کی اجازت نہ دیں، لیکن فضائل کے درجے میں اجازت دے دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدّیقِ اکبرؓ نے خلافت سنبھالی تو حضرت ابوبکرؓ وہاں نہ بیٹھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے، صدّیقِ اکبرؓ وہاں بیٹھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رکھے جاتے تھے۔

تو حضرات گرامی! صدّیقِ اکبرؓ اپنی تمام تر عظمت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند پر قدم نہ رکھ سکے، تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند پر کسی آدمی کو برداشت کر سکتے ہیں؟ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٔ نبوّت کرنے والا ہو وہ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند پر قبضہ کرنے کا متمنی ہے اور وہ قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

## دِین کے سب شعبے قابلِ احترام، لیکن رسول اللہ کی ختمِ نبوّت کی حفاظت کے لئے کام کرنے والے سب سے اہم

حضرات گرامی! فوج کا نام تو آپ نے سُنا ہوگا، ان میں ایک وہ حصّہ ہوتا ہے جو سرحد کی حفاظت کرتا ہے، ایک وہ حصّہ ہوتا ہے جو عدالت میں بیٹھتا ہے، اس کے مختلف حصے ہوتے ہیں اور ان کی مختلف ذمہ داریاں ہوتی ہیں، لیکن سربراہِ مملکت کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ احترام وہ دستہ ہوتا ہے جو اس کی حفاظت پر مأمور ہوتا ہے، اور یہ قابلِ اعتماد دستہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دِین کے سب شعبے قابلِ احترام ہیں، اور سب کے لئے بشارت ہی

بشارت ہے، لیکن جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت اور ناموس کی حفاظت کے لئے کام کر رہے ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکورٹی گارڈ ہیں اور محافظ دستے ہیں۔

## مسلمانو! اب جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت و ناموس کے درپے ہیں ان کا حال سنو!

تقسیم سے پہلے کی یہ بات ہے، راجپال نامی ایک ہندو نے ''رنگیلا رسول'' نامی ایک کتاب لکھی تھی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمہات المؤمنین کی توہین کی گئی تھی (نعوذ باللہ!)۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، سحبان الہند مولانا سعید احمد دہلویؒ جیسے جیّد علمائے کرام کو حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لاہور بلایا، غالباً حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ بھی موجود تھے، اور شاہ صاحبؒ نے ان حضرات کی موجودگی میں تقریر کی، اور کہا:

اے لاہور والو! جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کتابچہ لکھا ہے اور بدزبانی کی ہے، تمہاری غیرت کا تقاضا ہے کہ یا لکھنے والے کے ہاتھ نہ رہیں یا پڑھنے والی زبان نہ رہے! بس اور کوئی فیصلہ نہ چاہئے۔

اور بڑے دردمندانہ لہجے میں، اپنے خطیبانہ انداز میں کہا: دیکھو مفتی صاحب کے دروازے پر بی بی فاطمہؓ آئی ہیں اور سوال کرتی ہیں، میرے اَبّو کے متعلق یہ لکھا؟ آپ اُٹھتے کیوں نہیں؟ مجمع کی چیخیں نکل گئیں، علم الدینؒ نامی ایک لوہار گیا، اور اس نے مصنّف کو ٹھکانے لگادیا۔ اس پر مقدمہ ہوا اور پھانسی ہوگئی، لاہور میں اس کا مزار ہے۔

## غازی علم الدینؒ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت دی

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جیل میں گئے، تو جیل کا وارڈن جو ہندو تھا، اس نے قاضی صاحب سے کہا: قاضی صاحب آپ کو مبارک ہو! آپ آج اس کمرے میں آئے ہیں جس کمرے میں علم الدینؒ رہتا تھا۔ قاضی صاحب کو دِلچسپی ہوئی تو اس ہندو نے بتایا:

جس صبح کو غازی علم الدینؒ کو پھانسی لگنا تھی، اس آخری رات کو میں ڈیوٹی پر تھا، بجلی اور کوئی دُوسرا انتظام نہ ہونے کے باوجود اس کا کمرہ روشن ہوجاتا تھا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ اس کے پاس ماچس وغیرہ نہ ہو، جس کی وجہ سے آگ لگا کر وہ خودکشی نہ کرلے۔اس کی تلاشی لینے کے باوجود کوئی اور چیز نہ ملی۔تھوڑی دیر بعد پھر ایسا ہی ہوا، پھر تفتیش ہوئی، پھر ایسا ہی دو تین بار ہوا، میں نے غازی علم الدینؒ سے پوچھا؟ بھائی کیا بات ہے؟ تو غازی علم الدینؒ نے کہا: تم ہندو ہو، تمہیں بات سمجھ میں نہیں آئے گی، مجھے پھانسی لگنا ہے، اور اس میں مجھے ذاتی غرض تو ہے نہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت و ناموس کی خاطر کام کیا تھا، اس ضمن میں مجھے پھانسی لگنا ہے، آج آخری رات ہے، میں باوضو ہوں، جس وقت مجھے نیند آتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرماتے ہیں: بیٹا! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، سویرے روزہ رکھ کر آنا، افطاری میرے ساتھ ہوگی! یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عزّت کی تحفظ کرنے والوں کے لئے بشارت! اتنا اہم کام، اتنی اہم ذمہ داری، جتنا کام اہم ہے، اتنی ہی نوازشات اور محبتیں بھی زیادہ ہیں۔

## رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کو اپنا دشمن سمجھو!

"باٹلی" کے رہنے والے مسلمانو! میں کسی سے نہیں کہتا کہ کسی غیر مسلم کو قتل کردو! میں کسی سے نہیں کہتا کہ قانون شکنی کرو! میں قطعاً یہ کہنے کے لئے نہیں آیا کہ یہاں کے نظام کو درہم برہم کردو! قطعاً نہیں! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے نام پر کاسۂ گدائی لئے اتنی خیرات مانگتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھو۔اگر کوئی شخص ہمارے والد کے متعلّق کوئی غلط بات کہہ دے تو پہلے ہم انتقام کی کوشش کرتے ہیں، اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو ساری زندگی اس کے ساتھ بولیں گے نہیں، اس نے میرے باپ کی توہین کی ہے۔اگر ہم اپنے والد کے دشمن کے ساتھ بولنا گوارا نہیں کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دشمنوں کے ساتھ اتنی فراخ دِلی کیوں؟ وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے رہیں، اور ہم ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا روا رکھیں اور مزاج و رویے میں کوئی فرق نہ آئے؟

## ''قادیانی'' سید الاوّلین والآخرین محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں

سوچئے! ہم نے اپنے باپ کی توہین کا اتنا خیال کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی کوئی پروا نہیں! حالانکہ ساری دُنیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا پر قربان کی جا سکتی ہے، ہم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک پکّا مسلمان ہو نہیں سکتا جب تک اپنی تمام محبوب چیزوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہمارے دِل میں نہ ہو۔ یہ حدیث شریف ''لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین'' (مشکوٰۃ ص ۱۲) کا مفہوم ہے۔ تو قادیانی براہِ راست میرے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔

## قادیانیت نے فقط نبوّت ہی کی توہین نہیں کی بلکہ صحابہ کرامؓ، اہلِ بیتؓ اور اَزواجِ مطہراتؓ کی توہین کرتے ہوئے یہاں تک کہ مکہ و مدینہ اور شیخینؓ کو بھی نہیں بخشا

میرے عزیز بھائیو! قادیانیت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے مقابلے میں مرزا غلام احمد کی نبوّت کو چلایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے مقابلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دیکھنے والوں کو ''صحابہ'' قرار دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہراتؓ کے مقابلے میں مرزا کی بیویوں کو ''اُمہات المؤمنین'' کہا، مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو ''اہلِ بیت'' کہا، مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی کو ''سیدۃ النساء'' کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ و مدینہ کے مقابلے میں قادیان اور ربوہ کا تصوّر پیش کیا، جنّت البقیع کے

مقابلے میں ''بہشتی مقبرہ'' کا تصوّر پیش کیا، اور یہ کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کیا تھے؟ مرزا غلام احمد کے جوتے کے تسمہ کھولنے کے لائق نہ تھے۔ (ماہنامہ ''المہدی'' جنوری، فروری ۱۹۱۵ء، نمبر ۲، ۳ ص ۵۷) (اِنَّا لِلّٰہِ! وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا)۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دِین سے بغاوت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کے مقابلے میں متوازی پروگرام، ہرچیز کی مخالفت، ہرچیز کی نقل اُتارنے کی کوشش کی۔

(یہاں تک حضرت مولانا بیان کرنے پائے تھے کہ کسی صاحبِ دِل شخص نے چیخ ماری! اور حضرت نے دُرود شریف پڑھا)

تو ان کی بدبختی کا علاج یہ ہے کہ ان کا بائیکاٹ کیا جاوے، جس طرح ہم باپ کے دشمنوں کے پاس جانا پسند نہیں کرتے، رسول اللہ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا بائیکاٹ ہم کریں، بات صرف اتنی عرض کرنی ہے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو دشمن جاننے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

نوٹ:- اس دِن چونکہ تبلیغی جماعت کے دوستوں کے گشت کا دِن تھا تو حضرت موصوف نے ان کو وقت دیا کہ آپ حضرات اپنا بیان وتشکیل وغیرہ کریں، جزاکم اللہ احسن الجزاء!

***